AL-HAYAT Research Journal
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 3 Issue 2 (Jan-Mar 2026)

علمِ استغرب کا آغاز وارتقاء: مستغربین کی آراء کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

The Origin and Evolution of the Occidentalism: An Analytical Study in the Light of the Opinions of the Occidentalists

Tehmina Shahzadi
PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad
dr.tehshah@gmail.com

Dr. Muhammad Ghayas
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad

Abstract
This research paper examines the origins, development, and intellectual evolution of Occidentalism as a field of study. While extensive scholarship exists on Orientalism—the Western study and representation of the East—comparatively little attention has been devoted to Occidentalism, which explores Eastern perspectives on the West. This study provides an analytical examination of the ideas and intellectual contributions of prominent Occidentalist thinkers, including Hassan Hanafi, Jalal Al-e Ahmad, Anwar Abdel-Malek, and other contemporary scholars, to understand how the East has perceived and responded to the political, cultural, and intellectual dominance of the West. Occidentalism emerged as an intellectual framework through which Muslim and non-Western thinkers sought to understand, evaluate, and engage with Western thought, culture, and civilization. In its early stages, the discipline was primarily concerned with understanding the West and benefiting from its advancements. However, as Occidentalism evolved, it adopted a more critical and analytical approach, examining Western ideologies and institutions through indigenous and Islamic intellectual perspectives. Occidentalist scholars argue that Western thought should not be accepted uncritically; rather, it should be assessed objectively to preserve intellectual independence, cultural identity, and academic freedom. They further challenge Eurocentrism—the belief in the inherent superiority and universality of Western civilization—which has historically shaped global intellectual and cultural discourse. Jalal Al-e Ahmad, in particular, described the phenomenon of uncritical imitation of the West as 'Gharbzadegi' ("Westoxification" or "Occidentosis"), a condition that undermines cultural authenticity and self-confidence. The concepts of Eurocentrism and *Gharbzadegi* highlight the ideological and imitative tendencies that influence human societies. This study argues that such tendencies can be addressed through balanced and critical scholarship informed by both Orientalist and Occidentalist perspectives, thereby fostering a more equitable and mutually respectful understanding between civilizations.

Keywords: Occidentalism, Orientalism, Eurocentrism, Gharbzadegi (Westoxification), Muslim Intellectual Thought

یہ تحقیقی مقالہ علمِ استغراب (Occidentalism) کے آغاز اور اس کے تاریخی و فکری ارتقاء کا احاطہ کرتا ہے۔ عام طور پر مشرق کو مغربی نقطہ نظر سے دیکھنے کی روایت یعنی علمِ استعمار یا استشراق (Orientalism) پر تو بہت بات ہوئی ہے، لیکن اس کے برعکس علمِ استغراب پر علمی مواد کی کمی ہے۔ یہ تحقیق مختلف مستغربین (Occidentalists) بالخصوص حسن حنفی، جلال آلِ احمد ، انور عبدالملک اور دیگر معاصر مفکرین کے فکری رجحانات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ مشرق نے مغرب کے سیاسی و ثقافتی غلبے کو کس طرح دیکھا۔ علمِ استغراب ایک فکری رویّہ ہے جس نے مسلم مفکّرین کو مغربی فکر اور ثقافت کو سمجھنے میں ایک مستقل راہ دکھائی ہے۔ آغاز میں تو علمِ استغراب کا مقصد اپنی افادیّت کے ساتھ قائم رہا لیکن یہ علم اپنے ارتقائی مراحل سے گزرتے ہوئے تنقیدی رخ اختیار کر

گیا جس سے مغرب کو اسلامی فکر کے ساتھ جانچا و پرکھا گیا۔ مستغربین نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مغربی فکر کو تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے کیونکہ یہ علمی و تہذیبی آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ یورپ مرکزیّت ایک ایسا فکری تعصب ہے جو پوری دنیا میں مغربی برتری کو اوّلین گردانتا ہے۔ اور مغرب کی اندھی تقلید کو آلِ احمد غرب زدگی کا نام دیتے ہیں۔ یہ اصطلاحات انسانی تہذیب کے عصبیّتی و تقلیدی پہلو ہیں جو استشراق و استغراب کے درست سمت میں گامزن علمی افکار سے صحت یاب کیے جا سکتے ہیں۔

مشرق اور مغرب کے درمیان فکری، ثقافتی اور تہذیبی تصادم کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود انسانی تمدن کی تاریخ۔ تاہم، ان روابط کو ایک منظّم علمی شعبے کے طور پر دیکھنے کا رویہ ہمیشہ یکطرفہ رہا ہے۔ جب مغرب نے مشرق کو سمجھنے، اس پر قابو پانے اور اس کی تہذیب کی جڑوں تک پہنچنے کے لیے "علمِ مستشرقین" (Orientalism) کی بنیاد رکھی، تو مشرق نے ایک طویل عرصے تک اس کا جواب محض دفاعی یا جذباتی انداز میں دیا۔ بیسویں صدی کے اواخر میں مسلم مفکرین کو یہ احساس ہوا کہ مغرب کے سحر کو توڑنے اور اس کی فکری یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے خود مغرب کا معروضی (objective) اور سائنسی مطالعہ ناگزیر ہے۔ اسی ضرورت نے "علمِ استغراب" (Occidentalism) کو جنم دیا۔ یہ تحقیق علمِ استغراب کے آغاز، اس کے بتدریج ارتقاء اور اس میدان کے اہم ترین مسلم ماہرین (مستغربین) کے افکار کا ایک تجزیاتی احاطہ کرتا ہے۔

علمِ استغرب کے آغاز وارتقاء پر غور کرتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ محض ایک علمی رجحان نہیں بلکہ ایک فکری رویہ بھی ہے، جس نے مسلم معاشروں میں مغربی فکر اور تہذیب کے اثرات کو سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کی۔ مستغربین کی آراء اس سلسلے میں نہایت اہم ہیں کیونکہ انہوں نے نہ صرف مغربی علوم و فنون کو جانچا بلکہ ان کے اثرات کو اسلامی معاشرت اور علمی روایت کے تناظر میں دیکھا۔ ابتدا میں علمِ استغرب کا مقصد مغربی فکر کو محض جاننا تھا، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ ایک تنقیدی مطالعہ کی صورت اختیار کر گیا، جس میں مغربی فلسفہ، سوشیالوجی، اور سائنسی ترقیات کو اسلامی فکر کے ساتھ پرکھا گیا۔ اس عمل نے مسلم دانشوروں کو یہ موقع دیا کہ وہ مغربی فکر کے مثبت پہلوؤں کو اپنائیں اور منفی اثرات سے بچنے کی تدابیر اختیار کریں۔ مستغربین کی تحریروں میں یہ بات بار بار ملتی ہے کہ مغربی فکر کو اندھی تقلید کے بجائے تنقیدی نظر سے دیکھنا چاہیے تاکہ علمی آزادی اور تہذیبی خودمختاری قائم رہ سکے۔ اس تناظر میں علمِ استغرب کا ارتقاء محض علمی نہیں بلکہ تہذیبی بقا کی جدوجہد بھی ہے، جو آج کے دور میں مزید اہمیت اختیار کر چکا ہے۔[1]

کلیدی موضوعات کی الگ الگ تعریفیں (Definitions of Key Topics)

مقالے میں زیرِ بحث آنے والے تمام اہم موضوعات کی الگ الگ تعریفیں درج ذیل ہیں تاکہ تحقیق کا فکری ڈھانچہ واضح ہو سکے:

علمِ استغراب (Occidentalism): یہ وہ علم یا شعبہ تحقیق ہے جس میں غیر مغربی دنیا (خاص طور پر عالمِ اسلام اور مشرق) کے اسکالرز مغرب کی تاریخ، ثقافت، فلسفہ، سماجی ڈھانچے اور نفسیات کا معروضی اور تنقیدی مطالعہ کرتے ہیں۔ یہ Orient کا فکری جواب ہے۔[2]

استشراق کے مقابلے میں استغراب کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا لغوی معنیٰ "حیرت"[3] ہے۔

علمِ استشراق (Orientalism): مغربی دانشوروں اور اداروں کی طرف سے مشرق (East) کے معاشروں، زبانوں اور ادیان کا مطالعہ کرنے کا نام ہے۔ ایڈورڈ سعید کے مطابق، اس کا مقصد اکثر مشرق پر مغربی استعمار اور بالادستی کو فکری جواز فراہم کرنا تھا۔[4]

مستغربین (Occidentalists): وہ مشرقی یا غیر مغربی مفکرین، محققین اور دانشور جو مغرب کی فکری و تہذیبی اساس کا گہرا مطالعہ کرتے ہیں اور مغربی افکار پر تنقیدی نظر رکھتے ہیں۔[5]

یورپ مرکزیت (Eurocentrism): یہ ایک ایسا فکری تعصب ہے جس میں یورپی یا مغربی تاریخ، تہذیب اور اقدار کو پوری دنیا کے لیے ایک معیارِ اولیں اور برتر سمجھ لیا جاتا ہے، اور باقی دنیا کی تاریخ کو اس کے تابع دیکھا جاتا ہے۔[6]

OPEN ACCESS

غرب زدگی (Westoxification): یہ اصطلاح ایرانی مفکر جلال آلِ احمد نے دی تھی۔ اس سے مراد مغربی ثقافت، طرزِ زندگی اور فکری نظام کی ایسی اندھی اور غیر تنقیدی تقلید ہے جو انسان کو اپنی جڑوں اور روایات سے بیگانہ کر دیتی ہے۔[7]

ا۔ علمِ استغراب: مفہوم اور ماہیت

علمِ استغراب سے مراد مغرب کے مذہبی، فکری، سیاسی، سماجی اور تہذیبی ڈھانچے کا ایک غیر جانبدارانہ اور تنقیدی مطالعہ ہے۔ حسن حنفی کے الفاظ میں، یہ مستشرقین کے پیدا کردہ اس احساسِ کمتری کا علاج ہے جس نے اہل مشرق کو صرف "مطالعہ کا موضوع" (Object) بنا کر رکھ دیا تھا۔ استغراب کے ذریعے مشرق اب خود "مطالعہ کرنے والا" (Subject) بن کر مغرب کو کٹہرے میں کھڑا کرتا ہے۔[8] اس علم کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے مغرب سے نفرت کا کوئی راستہ کھولنا ہے بلکہ اس علم کے ماہرین صرف مغربی فکر کی صحیح بنیادوں پر پہچان اور اہل مغرب کی تفہیمی راہوں کو درست سمت میں ڈالنا ہے۔

آغاز اور تاریخی پس منظر

اگرچہ مغرب کو سمجھنے کی انفرادی کوششیں سلطنت عثمانیہ کے زوال کے وقت اور برصغیر میں سر سید احمد خان، علامہ اقبال اور رفاعہ الطہطاوی کے سفرناموں کی شکل میں نظر آتی ہیں، لیکن ایک باقاعدہ علمی شعبے کے طور پر اس کا آغاز بیسویں صدی کے آخری تین دہائیوں میں ہوا۔ ایڈورڈ سعید کی کتاب *Orientalism* (1978ء) نے اگرچہ مغرب کی مشرق سازی کے مکر کو بے نقاب کیا، لیکن اس نے بالواسطہ طور پر مشرق کو یہ راستہ بھی دکھایا کہ وہ مغرب کے اپنے نظریات کا پوسٹ مارٹم کرے[9]۔ اس کے بعد مسلم دنیا میں حسن حنفی اور محمد ارکون جیسے مفکرین نے اس علم کو ایک باقاعدہ علمی ڈسکورس (Discourse) کی شکل دی۔

اہم مستغربین کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

الف) حسن حنفی: علمِ استغراب کے بانی

مصری مفکر حسن حنفی کو معاصر دور میں علم استغراب کا باقاعدہ بانی مانا جاتا ہے۔ ان کی معرکہ آرا کتاب *مقدمہ فی علم الاستغراب* اس سلسلے کی پہلی ٹھوس کوشش ہے۔ حنفی کا بنیادی موقف یہ تھا کہ یورپی ثقافت اب پوری دنیا کی 'عالمی ثقافت' نہیں رہ سکتی۔ ان کے نزدیک مغرب کی ایک جغرافیائی اور تاریخی حد ہے، اور اسے اسی حد کے اندر رکھ کر دیکھا جانا چاہیے[10]۔ حنفی نے مغربی فکر کے ارتقاء کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے داخلی تضادات کو نمایاں کیا اور اصرار کیا کہ جب تک مشرق، مغرب کے فکری تسلط سے آزاد نہیں ہوتا، وہ اپنی خودی کو بحال نہیں کر سکتا۔

ب) جلال آلِ احمد: 'غرب زدگی' کا تصور

ایرانی مفکر جلال آلِ احمد نے اپنی مشہور کتاب *غرب زدگی* میں مغرب کے اندھے مقلدین پر شدید تنقید کی۔ ان کی رائے میں "غرب زدگی" ایک ایسی وبا یا بیماری ہے جو مشرق کے انسان کو اپنی جڑوں سے کاٹ کر مغرب کا ایک بے روح سایہ بنا دیتی ہے[11]۔ ان کا تجزیہ نفسیاتی اور سماجی تھا، جس نے مستغربین کو یہ زاویہ دیا کہ مغرب کا مطالعہ اس کی مرعوبیت سے نکل کر ہی ممکن ہے۔

ج) انور عبدالملک اور دیگر معاصر مفکرین

انور عبدالملک نے مغرب کے سیاسی اور استعماری ہتھکنڈوں کو علم استغراب کے ذریعے سمجھنے پر زور دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ مغرب نے دنیا کو مرکز (Center) اور حاشیے (Periphery) میں تقسیم کر رکھا ہے، جہاں مرکز وہ خود ہے اور باقی دنیا محض اس کا طفیلی ہے۔ استغراب کا کام اس مرکزیت (Eurocentrism) کو چیلنج کرنا ہے۔[12]

مستغربین کی آراء کا تجزیہ

علمِ استغراب کا آغاز دراصل کوئی اچانک واقعہ نہیں تھا بلکہ یہ مغربی استعمار اور علمِ استشراق (Orient) کے پیدا کردہ فکری چیلنجز کے جواب میں ایک بتدریج ارتقائی عمل کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم تاریخی طور پر دیکھیں تو مشرق کے لوگوں نے ہمیشہ مغرب کی فوجی اور تکنیکی طاقت کو تو دیکھا مگر ان کی فکری بنیادوں کو سمجھنے میں دیر کی۔ بیسویں صدی کے وسط میں جب ایڈورڈ سعید نے اپنی مشہور کتاب لکھی تو دنیا کو معلوم ہوا کہ کس طرح Orient نے مشرق کی ایک مسخ شدہ تصویر بنائی تھی۔ اس کے بعد ہی حسن حنفی جیسے بڑے مستغربین نے یہ محسوس کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم مغرب کو ایک 'مطالعہ کا موضوع' (Object of Study) بنائیں نہ کہ ہم ہمیشہ خود ہی ان کی تجربہ گاہ بنے رہیں۔ حسن حنفی نے اپنی کتاب میں علمِ استغراب کو باقاعدہ ایک سائنس کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی تاکہ یورپ مرکزیت کا جادو توڑا جا سکے۔ لیکن یہاں ایک مسئلہ یہ بھی آتا ہے کہ کچھ اسکالرز جیسے ایان بروما نے اپنی کتاب میں لکھا کہ علمِ استغراب کا ارتقاء بعض اوقات صرف مغرب سے نفرت یا اینٹی ویسٹرنزم میں بدل گیا، جو کہ علم کے نام پر ایک تعصب ہے۔ جلال آلِ احمد نے بھی "غرب زدگی" کی بات کی جو بتاتا ہے کہ مشرق کے اندرونی مسائل بھی اس علم کے راستے میں رکاوٹ ہیں کیونکہ ہمارے یہاں کا پڑھا لکھا طبقہ خود مغربی افکار کے سحر میں جکڑا ہوا ہے۔ لہٰذا علمِ استغراب کا ارتقاء تب ہی مکمل ہو سکتا ہے جب یہ ردِ عمل کی نفسیات سے باہر نکل کر ایک خالص علمی اور تنقیدی ڈسپلن بنے، جس میں مغرب کی خامیاں اور خوبیاں دونوں کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے۔

علمِ استغراب کا ارتقائی سفر: ایک جائزہ

علمِ استغراب کا ارتقاء تین اہم مراحل سے گزرا ہے:

مرحلہ	خصوصیات	نمائندہ رجحان
ابتدائی ردِ عمل (Pre-1980s)	مغرب کی مادی ترقی سے مرعوبیت یا محض دفاعی رویہ۔	سفر نامے اور اصلاحی تحاریر۔
تأسیسی دور (1980-2000)	علمِ استغراب کی نظریاتی حدود کا تعین۔	حسن حنفی اور ایڈورڈ سعید کے اثرات۔
معاصر دور (Post-2000s)	مغرب کے مابعد جدیدیت (Postmodernism) اور گلوبلائزیشن کا تنقیدی مطالعہ۔	اکیڈمک ریسرچ اور یونیورسٹیوں میں شعبہ جات کا قیام۔

معاصر دور میں یہ علم محض فلسفے تک محدود نہیں رہا، بلکہ اب یہ مغربی میڈیا، پاپ کلچر، اور اقتصادی نظاموں کے گہرے تجزیے تک پھیل چکا ہے۔

تنقیدی و تجزیاتی جائزہ (Analytical Discussion)

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ علمِ استغراب کا سفر ابھی اپنے ابتدائی یا درمیانی ارتقائی مراحل میں ہے۔ اس کا تجزیہ کرتے ہوئے ہمیں تین بنیادی پہلوؤں کو سمجھنا ہوگا:

۱۔ نفسیاتی ردِ عمل بمقابلہ علمی ضرورت

مستغربین کی اکثریت کے ہاں تحریروں میں ایک غصہ یا نوآبادیاتی دور کا زخم (Colonial Wound) نظر آتا ہے۔ حسن حنفی کا استغراب تو علمی ہے، مگر بہت سے دیگر مصنفین مغرب کی مادہ پرستی پر تو تنقید کرتے ہیں لیکن مغرب کے سائنسی منہج (Scientific Methodology) اور انسانی حقوق کے ارتقاء کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ اس علم کی معروضیت (Objectivity) کو متاثر کرتا ہے۔

۲۔ مغرب کی کثیر الجہتی (Plurality of the West)

مستغربین کی ایک بڑی علمی خطا یہ رہی ہے کہ انہوں نے پورے مغرب کو ایک ہی اکائی (Monolithic Whole) سمجھ لیا۔ حالانکہ امریکی مغرب، یورپی مغرب، اور خود یورپ کے اندر فرانسیسی عقلیت پسندی اور برطانوی تجربیت پسندی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ علمِ استغراب کے ارتقاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ مغرب کے ان اندرونی تضادات اور تنوع کا باریک بینی سے مطالعہ کریں۔

۳۔ مستقبل کا تناظر

آج کے گلوبلائزڈ دور میں جہاں معلومات کی منتقلی سیکنڈوں میں ہوتی ہے، علمِ استغراب کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ اب یہ صرف کتب خانوں تک محدود نہیں رہا بلکہ میڈیا، انٹرنیٹ اور سیاسی پالیسیوں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ مشرق کے جامعات میں اب "ویسٹرن اسٹڈیز" کے شعبے قائم ہو رہے ہیں جو کہ اس علم کے باقاعدہ اکیڈمک ارتقاء کی دلیل ہے۔

حاصلِ بحث

علمِ استغراب کا آغاز مسلم امہ کی فکری بیداری کا ایک اہم سنگِ میل ہے۔ مستغربین کی آراء کے تجزیے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ علم مغرب کے خلاف کوئی جارحانہ ہتھیار نہیں ہے، بلکہ یہ مشرق کی اپنی فکری آزادی کا منشور ہے۔ اس کا ارتقاء ظاہر کرتا ہے کہ مسلم دنیا اب مغرب کو ایک 'مقدس ہستی' کے بجائے ایک 'انسانی مظہر' کے طور پر دیکھنے لگی ہے، جس کی اپنی خوبیاں اور اپنی خامیاں ہیں۔ مستقبل میں اس علم کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ اسے جذباتی نعروں سے دور رکھ کر خالص علمی، اکیڈمک اور تحقیقی بنیادوں پر آگے بڑھایا جائے۔

OPEN ACCESS

مصادر و مراجع

- حنفی، حسن۔ *مقدمۃ فی علم الاستغراب* (قاہرہ: الدار الفنیۃ للنشر والتوزیع، 1991)۔
- سعید، ایڈورڈ۔ *اورینٹلزم: مستشرقین کی بصیرت اور عصبیت*، مترجم: محمد اسلم ملک (لاہور: مقتدرہ قومی زبان، 1989)۔
- آل احمد، جلال۔ *غرب زدگی* (تہران: انتشارات رواق، 1341ھ ش)۔
- عبد الملک، انور۔ *تغییر العالم* (قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1972)۔
- زیدی، محمد قاسم۔ *علم استغرب اور مسلم فکر* (لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2015)۔
- بعلبکی، الدکتور منیر روحی۔ *معجم المصطلحات اللغویۃ* (بیروت: دار العلم للملایین، 1995)۔
- ڈاکٹر حافظ، محمد زبیر۔ *اسلام اور مستشرقین* (لاہور: مکتبہ رحمۃ للعلمین، 2014)۔
- Buruma, I., Margalit, A., Books, P., Berman, P. and Sayyid, S., ***Occidentalism: The West in the Eyes of Its Enemies***, from https://www.amazon.com/Occidentalism-West-Eyes-Its-Enemies/dp/0143034871, 2004.
- Sadri, M. and Carrier, J. G., **Occidentalism : Images of the West,** *Contemporary Sociology*, vol. **25**, no. 5, p. 612, from http://ci.nii.ac.jp/ncid/BA25062930, September 1, 1996. DOI: 10.2307/2077544
- Maulana, Amy." Islamic Thought in the Postmodern Era: The Philosophy of Hasan Khanafi" Logos et Praxis:october2022,43-50. https://www.researchgate.net/publication/365581875_Islamic_Thought_in_the_Postmodern_Era_The_Philosophy_of_Hasan_Khanafi

---

[1] محمد قاسم زیدی، علم استغرب اور مسلم فکر (لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2015)، 45۔

[2] ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، اسلام اور مستشرقین (لاہور: مکتبہ رحمۃ للعلمین، 2014)، 4۔

[3] الدکتور منیر روحی بعلبکی، (دار العلم للملایین، بیروت: 1995)، 95۔

[4] ایڈورڈ سعید، اورینٹلزم: مستشرقین کی بصیرت اور عصبیت، مترجم: محمد اسلم ملک (لاہور: مقتدرہ قومی زبان، 1989)، 6۔

[5] ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، اسلام اور مستشرقین، 5۔

[6] انور عبد الملک، تغییر العالم (قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1972)، 110۔

[7] جلال آل احمد، غرب زدگی (تہران: انتشارات رواق، 1341ھ)، 12-14۔

[8] حسن حنفی، مقدمہ فی علم الاستغراب، (قاہرہ: الدار الفنیۃ للنشر والتوزیع، 1991)، 23-25۔

[9] ایڈورڈ سعید، اورینٹلزم: مستشرقین کی بصیرت اور عصبیت، مترجم: محمد اسلم ملک، 45۔

[10] حسن حنفی، مقدمہ فی علم الاستغراب، 89۔

[11] جلال آل احمد، غرب زدگی، 12-14۔

[12] انور عبد الملک، تغییر العالم، 110۔

CC BY